سریہ بئر معونہ کی احادیث میں روایت بالمعنیٰ کے نظائر

An Analytical Study of Hadith Narration In The Context Of Sarya Bear E Maoona

Dr Ayesha Tariq
Assistant professor, khyaban e sir syed college for women, Rawalpindi
Email: Ayesha.tariq.skg@gmail.com

Dr Ayesha khan
Assistant professor, govt. graduate college for women, samanabad, Lahore
Email: ayeshakhangcws@gmail.com

Abstract
Hadith is the second main basis of Islamic Commandment, legal endlessly. Hadith was diffused in two ways.one is narration by words (Riwayat billafz) and the other is narration in the meaning (Riwayat bilmana). One group of Fundamentalists compete against Hadith's narration in the meaning while the other gives authorization with some surroundings. It is the fact that we have among us a number of groups quite confused about the true place of Hadith in Islam. One of them is orientalists. They have made objection on the narration of Hadith in this way.Side by side the non-muslims, one group from our so-called muslims claim the authenticity of Hadith. The group known as anti Hadith argues that all Hadith are fabricated, largely in the 3rd century of islam and the quran alone is the source of guidance for Muslims. The study will certainly dispel the doubts and set aside the wrong impression regarding Hadith's narration in the meaning. Created by the so-called progressivists and modernists, who have the obsession in claiming for themselves the honor of having found the ultimate truth.
The Fundamentalists have clear the blameworthiness in a very functional style. This article deals with the above said questions in detail.

محدثین عظام میں نقل روایت کے دو اسالیب پائے جاتے ہیں۔ روایت باللفظ اور روایت بالمعنیٰ۔ جہاں تک رسول اللہ ﷺ کے قولی ارشادات کا تعلق ہے، عام طور پر وہ باللفظ ہی مروی ہیں، البتہ حضور ﷺ کے اعمال، تقریرات اور افعال کا معاملہ ذرا مختلف ہے، جن کو ہر صحابیؓ نے اپنے انداز میں بیان کیا، جس صحابی نے جس طرح دیکھا، بیان کیا۔ پھر تابعین نے صحابہ کرامؓ کی اس روایت کو انہی الفاظ کے ساتھ بیان کیا اور ہر صحابی کی روایت ان کے اپنے مقدس الفاظ کے ساتھ کتب احادیث میں موجود ہے۔ اس بات کی تائید اس مثال سے ہوتی ہے کہ ایک حدیث میں کوئی صحابیؓ ایک واقعہ بیان کرتے ہوئے دو قبیلوں کا ذکر کرتے ہیں، "واسلم وغفار" (قبیلہ اسلم اور قبیلہ غفار نے یہ کیا) ان کے ساتھ یہ معاملہ ہوا یا کسی بھی سیاق وسباق میں ان کا ذکر ہے۔ اب جن تابعی نے ان سے سنا، ان کو یہ التباس ہوا کہ صحابی رسول نے غفار کا لفظ پہلے بولا تھا یا اسلم کا پہلے بولا تھا۔ حالانکہ اس بات کی اتنی

اہمیت نہیں ہے۔ اس سے معنی و مفہوم یا پیغام میں کوئی فرق نہیں پڑتا، لیکن وہ تابعی جب بیان کرتے تھے تو یہ وضاحت ضرور کرتے تھے کہ انہوں نے غفار اور اسلم یا اسلم اور غفار فرمایا تھا۔ کتب احادیث کا مطالعہ اس بات کو واضح کرے گا کہ وہ احادیث جن میں الفاظ کی تبدیلی یا تقدیم و تاخیر آئی ہے، اس کی وضاحت بھی کی گئی ہے۔

سریہ بئر معونہ بمطابق ماہ صفر ۴ ہجری، ۶۲۶ء

تعارف سریہ:

یہ مکہ اور عسفان کے درمیان ہذیل کے شہروں کے پاس ایک جگہ ہے۔ یہ واقعہ قراء کے لشکر کے نام سے مشہور ہے۔ ان کا مقابلہ رعل، زکوان اور عصیہ کے قبائل سے ہوا۔[1]

ابو براء عامر بن مالک جو ملاعب الاسنہ کے لقب سے مشہور تھا، آپ ﷺ کی خدمت میں مدینہ حاضر ہوا۔ آپ ﷺ نے اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس نے نہ تو اسلام قبول کیا اور نہ انکار ہی کیا، بلکہ عرض کیا کہ اگر آپ ﷺ اپنے چند اصحاب کو اہل نجد کی طرف بھیجیں، وہ دین کی دعوت دیں تو مجھے امید ہے کہ وہ لوگ اسلام قبول کر لیں گے۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے اہل نجد سے اندیشہ ہے۔ ابو براء نے کہا کہ میں ان کا ضامن ہوں۔

آپ ﷺ نے ستر صحابہ کو جو قراء مشہور تھے، روانہ فرمایا۔ جب یہ حضرات بئر معونہ پہنچے تو انہوں نے آپ ﷺ کا خط حضرت انسؓ کے ماموں حرام بن ملحانؓ کے ہاتھ عامر بن طفیل جو قبیلہ کا رئیس تھا، کے پاس بھیجا۔ اس نے خط کو دیکھا تک نہیں اور حضرت حرامؓ کو شہید کروا

دیا۔ پھر اس نے بنو عامر کو مسلمانوں کے قتل پر ترغیب دی ۔لیکن انہوں نے ابو براء کی پناہ کو نقصان پہنچانے سے انکار کر دیا۔ تب عامر نے بنو سلیم کے قبائل رعل، عصیہ، ذکوان کو مدد پر آمادہ کیا۔ انہوں نے سب مسلمانوں کو شہید کر دیا سوائے عمرو بن امیہ ضمری کے۔ انہیں یہ کہہ کر عامر نے آزاد کر دیا کہ یہ میری ماں کی طرف سے ایک غلام آزاد کرنے کی نذر پوری ہوئی۔

جب آپ ﷺ کو اس حادثہ کی اطلاع ملی تو آپ ﷺ بہت رنجیدہ ہوئے۔ آپ ﷺ نے ایک مہینہ تک عرب قبائل میں سے بعض کے خلاف دعا کی اور قنوت نازلہ پڑھی۔[2] ذیل میں اسی حادثہ کو مختلف کتب احادیث اور کتب تاریخ سے اخذ کر کے اس میں روایت بالمعنیٰ کا جائزہ لیا جائے گا۔

سریہ بئر معونہ کے واقعات کا روایت بالمعنیٰ کے حوالے سے جائزہ

کتب احادیث میں آیا ہے کہ عامر بن مالک آپ ﷺ کے پاس آیا اور اپنی قوم کو تبلیغ کے لیے کچھ افراد طلب کیے۔ جب کہ کچھ احادیث کا مضمون اس سے مختلف ہے۔ ان کے مطابق آپ ﷺ کے پاس رعل، ذکوان اور عصیہ

کے قبائل آئے اورانہوں نے اپنی قوم کے خلاف مدد طلب کی۔ مزید کچھ احادیث کا مضمون بالکل جداگانہ ہے،ان میں آپ ﷺ نے کچھ افراد کو کسی ضروری کام سے بھیجا ہوا تھا۔ذیل میں سریہ بئر معونہ کے سلسلہ میں متعارض روایات کاالگ الگ جائزہ لیا جاتا ہے۔

i. عامر بن مالک کی نبی ﷺ کے پاس آمد اور تبلیغ کے لیے افراد کا مطالبہ:

- عبدالرزاق نے کعب بن مالک سے جو روایت لی ہے اس کے مطابق نیزوں سے کھیلنے والا نبی ﷺ کے پاس تحائف لے کر آیا تو آپ ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا،اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔اس نے کہا:اہل نجد کی طرف کچھ لوگوں کو میری پناہ میں بھجوادیں۔

جاء مُلَاعِبُ الْأَسِنَّة إِلَى النَّبِيِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم بِهَدِيَّة، فَعرض عَلَيْه الْإِسْلَامَ فَأَبَى أَنْ يُسلِّمَ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم: «إِنِّي لَا أَقْبَلُ هَدِيَّةَ مُشْرِكٍ» قَالَ فَابعثْ إِلَى أَهْلِ نَجْد من شئْتَ فَأَنَا لَهُم جار [3]

- امام طبرانی کی روایت ہے جو انہوں نے ابواسحاق کے طرق سے محمد بن عمرو بن حزم سے لی ہے،وہ کہتے ہیں کہ ابوبراء عامر بن مالک بن جعفر نیزوں سے کھیلنے والا آپ ﷺ کے پاس مدینہ آیا۔ آپ ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا۔نہ تو اس نے اسلام قبول کیا اور نہ وہ دور ہی ہوا۔ اس نے کہا اے محمد !اگر آپ ﷺ اہل نجد کی طرف اپنے صحابہؓ میں سے کچھ لوگوں کو بھجوادیں اور وہ انہیں اسلام کی دعوت دیں،امید ہے کہ وہ آپ ﷺ کی دعوت کو قبول کرلیں گے۔

قَدِمَ أَبُو بَرَاء عَامِرُ بْن مَالك بْن جَعْفَر مُلَاعِبُ الْأَسِنَّة عَلَى رَسُول الله صَلَّى اللهُ عَلَيْه وَسَلَّم الْمَدِينَةَ فَعَرَض عَلَيْه الْإِسْلَامَ ودَعَاهُ إِلَيْه فَلَم يُسْلِمْ وَلَمْ يَبعُدْ مِن الْإِسْلَام، فَقَالَ: يا مُحَمَّدُ، لَو بعثْتَ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَى أَهْلِ نَجْد فَدَعَوهم إِلَى الْإِيمَان، رَجوتَ أَنْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ، [4]

مصنف عبدالرزاق اور طبرانی کی روایات میں کچھ معنوی تبدیلیاں ہیں،جو نقل کی جاتی ہیں۔

۱۔ طبرانی کی روایت میں جَاءَ کی جگہ قَدِمَ کالفظ آیا ہے۔

۲۔ طبرانی کی روایت میں ملاعب الاسنہ کاپورانام آیا ہے،مصنف کی روایت میں نام حذف ہے۔

۳۔ مصنف کی روایت میں ہے کہ اس نے آپ ﷺ کو ہدیہ پیش کیا،طبرانی کی روایت میں ہدیہ کے حوالے سے کوئی بات بیان نہیں ہوئی۔

۴۔ مصنف کی روایت میں ملاعب الاسنہ نے اسلام قبول کرنے سے صاف انکار کر دیا جبکہ طبرانی کی روایت میں ہے، نہ اس نے اسلام قبول کیا اور نہ دور ہی ہوا۔

۵۔ مصنف کی روایت میں فَابْعَثْ إِلَى أَهْلِ نَجْدٍ مَنْ شِئْتَ فَأَنَا لَهُمْ جَارٌ کے الفاظ آئے ہیں جبکہ طبرانی کی روایت میں اس کا انداز بیان عاجزانہ ہے:

يا مُحَمَّدُ، لَو بعثْتَ رِجَالًا مِنْ أَصْحَابِكَ إِلَى أَهْلِ نَجْدٍ فَدَعَوهم إِلَى الْإِيمَانِ، رجوتُ أَنْ يستجيبوا لَكَ،

○ واقدی نے نقل کیا ہے کہ ابوبراء آپ ﷺ کے پاس ہدیے لایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مشرک سے ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ پھر آپ ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا۔ نہ تو اس نے اسلام قبول کیا اور نہ دور ہی ہوا۔ اس نے کہا میں دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ کے احکام بہت اچھے ہیں۔ اگر آپ اپنے صحابہ کی جماعت کو میرے ساتھ روانہ فرمائیں، تو مجھے امید ہے کہ وہ (میری قوم) آپ کی دعوت کو قبول کریں گے۔[5]

اس روایت میں جو اضافی باتیں ہیں، وہ مصنف اور حاکم کی روایات میں نہیں ہیں، درج ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

۱۔ اس روایت میں الفاظ کی تقدیم و تاخیر ہے۔ مصنف کی روایت میں ہے کہ ملاعب الاسنہ کچھ ہدیے لایا تو آپ ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا۔ جب اس نے اسلام قبول نہیں کیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مشرک سے ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ جبکہ واقدی کی روایت میں ہے، جب وہ ہدیے لایا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں مشرک سے ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا:

لَا أَقْبَلُ هَدِيَّةَ مُشْرِكٍ! فَعرض رسولُ الله صلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِ الْإِسْلَامَ، فَلَمْ يُسْلِمْ وَلَمْ يَبْعُدْ

۲۔ اس روایت میں بتایا گیا ہے کہ ہدیہ میں کیا پیش کیا گیا؟ جبکہ اس سے ماقبل کسی روایت میں وضاحت موجود نہیں:

فَأَهْدَى لرسُولِ الله صلّى اللهُ عَلَيْهِ وَسلَّم فَرَسَيْنِ وراحلَتَيْنِ

۳۔ اس روایت میں وضاحت دی گئی ہے کہ اس نے مذہب اسلام کو پسند کیا: وقَالَ: يا مُحَمَّدُ، إِنِّي أَرَى أَمْرَكَ هٰذَا أَمرا حسنًا شَرِيفًا،

۴۔ مزید یہ کہ اس نے درخواست کی کہ اس کے ساتھ کچھ افراد کو بھجوایا جائے:

فَلَو أَنَّك بعثْت نفرا مِنْ أَصْحَابِكَ مَعِي لَرجوت أَنْ يُجِيبوا دَعْوتَكَ ويَتّبعُوا أَمركَ، فإِنْ هم اتّبعوكَ فَمَا أَعَزَّ أَمْرَكَ!

۵۔ اس روایت میں ہے کہ آپ ﷺ نے اہل نجد کے بارے میں اپنے خوف کا اظہار فرمایا تو عامر نے انہیں اپنی پناہ دینے کا وعدہ کیا۔

فَقَالَ رسولُ الله صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وسَلَّم: إِنِّي أَخافُ عَلَيْهِم أَهْلَ نَجْد. فَقَالَ عَامِرٌ: لَا تَخَفْ عَلَيْهِمْ، أَنَا لَهُم جَارٌ أَنْ يَعْرِضَ لَهُم أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ نَجْد

- سیرت ابن ہشام میں واقعہ کی تفصیل تقریباً کتب احادیث سے مطابقت رکھتی ہے۔البتہ اضافہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں اہل نجد سے ڈرتا ہوں کہ وہ میرے اصحاب کو نقصان نہ پہنچادیں۔اس نے کہا کہ میں آپ کے اصحاب کو اپنی پناہ میں لیتا ہوں۔

فَقَالَ رَسولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: إِنِّي أَخْشَى عَلَيْهِمْ أَهْلَ نَجْدٍ، قَالَ أَبو بَرَاءٍ: أَنَا لَهُم جَارٌ، فَابْعَثْهُم فَلْيَدْعُوا النَّاسَ إِلَى أَمْرِكَ

واقدی کی روایت میں إِنِّي أَخَافُ کے الفاظ تھے جبکہ ابن ہشام کی روایت میں اس کی جگہ إِنِّي أَخْشَى کے الفاظ ہیں۔علاوہ ازیں واقدی کی روایت میں لَا تَخَفْ عَلَيْهِمْ اضافی ہے۔پھر واقدی کی روایت میں أَنْ يَعْرِضَ لَهُمْ أَحَدٌ مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ کے الفاظ آئے ہیں جبکہ ابن ہشام کی روایت میں فَلْيَدْعُوا النَّاسَ إِلَى أَمْرِكَ کے معنوی الفاظ آئے ہیں۔

ii. بنی عامر سے کچھ لوگوں کی آمد اور تبلیغ کے لیے افراد کا مطالبہ:

- مسلم کی روایت جس کی سند محمد بن حاتم کے طرق سے حضرت انسؓ سے مروی ہے،اس میں ہے: نبی ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے جنہوں نے مطالبہ کیا کہ ہمارے ساتھ افراد روانہ کیے جائیں جو قرآن وسنت کی تعلیم دیں۔

جَاءَ نَاسٌ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالُوا: أَنِ ابْعَثْ مَعَنَا رِجَالًا يُعَلِّمُونَا الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ[6]

- الجامع الصحیح للسنن والمسانید میں بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ کے پاس کچھ لوگ آئے۔

جاء نَاسٌ مِنْ بَنِي عَامِرٍ إِلَى النَّبِيِّ صلى الله عليه وسلم فَقَالُوا: ابعثْ معنا رِجَالًا يُعَلِّمُونَا الْقُرآنَ والسُّنَّةَ [7]

الجامع کی روایت میں مِنْ بَنِي عَامِرٍ اضافی ہے۔باقی کے الفاظ مسلم کی روایت سے ملتے جلتے ہیں۔

iii. رعل،ذکوان اور عصیہ قبائل کا اپنی قوم کے خلاف مدد کی درخواست:

آپ ﷺ کے پاس رعل،عصیہ،ذکوان اور بنو لحیان کے قبائل اپنے اسلام قبول کرنے کی خبر لائے،اورانہوں نے اپنی قوم کے خلاف آپ ﷺ سے مدد طلب کی،آپ ﷺ نے ستر صحابہ کے ساتھ ان کی مدد کی۔روایات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

- مسند احمد میں انس بن مالکؓ روایت کرتے ہیں کہ رعل،عصیہ،ذکوان اور بنو لحیان نبی ﷺ کے پاس آئے

اور خبر دی کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے اپنی قوم کے خلاف مدد طلب کی۔ آپ ﷺ نے ستر انصار کے ساتھ ان کی مدد کی۔

أَنَّ رِعْلًا، وعَصيَّةَ، وذَكْوانَ، وبني لَحيانَ أَتوا النَّبيَّ صَلَّى الله عَلَيْه وسَلَّم فَأَخْبَروه أَنَّهُم قَدْ أَسْلَموا، واستَمدُّوا على قَوْمهم، فَأَمدَّهم رسولُ الله صَلَّى الله عَلَيْه وسَلَّم بسبْعين من الْأَنْصار [8]

- صحیح بخاری کی روایت جو محمد بن بشار کے طرق سے حضرت انسؓ سے مروی ہے، اس کے مطابق رعل، ذکوان، عصیہ اور بنو لحیان آپ ﷺ کے پاس آئے اور ظاہر کیا کہ انہوں نے اسلام قبول کر لیا ہے اور اپنی قوم کے خلاف مدد طلب کی۔ آپ ﷺ نے ستر انصار سے ان کی مدد کی۔

أَنَّ النَّبيَّ صَلَّى الله عَلَيْه وسَلَّم أَتاهَ رِعْلٌ، وذَكْوانُ، وعَصيَّةُ، وبنو لَحيانَ، فزَعموا أَنَّهُمْ قَدْ أَسْلَموا، واستمدُّوه علَى قَوْمهمْ، «فَأَمدَّهم النَّبيُّ صَلَّى الله عَلَيْه وسَلَّم بسبْعين منَ الْأَنْصار [9]

مندرجہ بالا روایات کا جائزہ لینے سے معلوم ہوا کہ دونوں روایات میں کچھ فرق ہیں، جو واضح کیے جاتے ہیں:

۱۔ مسند احمد میں أَنَّ رِعْلًا، وَعُصَيَّةَ، وَذَكْوَانَ، وَبَنِي لَحْيَانَ أَتَوْا النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ کے الفاظ آئے ہیں جبکہ صحیح بخاری میں أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَتَاهُ رِعْلٌ، وَذَكْوَانُ، وَعُصَيَّةُ، وَبَنُو لَحْيَانَ کے الفاظ تقدیم و تاخیر سے نقل ہوئے ہیں۔

۲۔ مسند احمد میں فَأَخْبَرُوهُ کا لفظ آیا ہے جبکہ بخاری کی روایت میں فَزَعَمُوا کا لفظ نقل ہوا ہے۔

- سنن بیہقی کی روایت ہے کہ رعل، ذکوان، عصیہ اور بنو لحیان نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے دشمن کے خلاف مدد طلب کی۔ آپ ﷺ نے ستر انصاری صحابہ سے ان کی مدد کی جو قراء کہلاتے تھے۔

أَنَّ رِعْلًا، وذَكْوانَ، وعَصيَّةَ، وبني لَحيانَ استَمدُّوا رسولَ الله صَلَّى الله عَلَيْه وسَلَّم عَدوًّا فَأَمدَّهم بسبْعين منَ الْأَنْصار كُنَّا نُسَمّيهمُ الْقُرَّاء في زَمَانهمْ [10]

اس روایت میں ہے کہ ان قبائل نے اپنے دشمن کے خلاف آپ ﷺ سے مدد طلب کی، جب کہ اس سے ما قبل کی روایات میں اپنے قبیلہ کے خلاف مدد طلب کی گئی ہے۔ اس روایت میں اضافہ ہے کہ ستر انصاری صحابہ جو قراء کہلاتے تھے، کے ذریعے ان کی مدد کی گئی۔

iv. نبی ﷺ کا بذات خود وفد کو کسی ضروری کام سے بھیجنا:

کچھ روایات کے مطابق آپ ﷺ نے صحابہ کرامؓ کی ایک جماعت کو کسی کام کی غرض سے بھیجا ہوا تھا، لیکن رعل، ذکوان اور عصیہ کے قبائل نے حملہ کر کے ان کو بئر معونہ پر شہید کر دیا۔

○ صحیح بخاری کی روایت جو حفص بن عمر حوضی کے طرق سے حضرت انسؓ سے مروی ہے، اس میں ہے کہ آپ ﷺ نے بنو سلیم کے ستر آدمی بنو عامر کی طرف بھیجے۔ جب یہ حضرات پہنچے تو میرے ماموں حرام بن ملحانؓ نے کہا، میں آگے جاتا ہوں، اگر مجھے انہوں نے امن دے دیا کہ میں ان تک آپ ﷺ کی باتیں پہنچاؤں تو بہتر، ورنہ تم لوگ میرے قریب تو ہو ہی۔ چنانچہ وہ ان کے یہاں گئے اور انہوں نے امن بھی دے دیا۔ ابھی وہ قبیلہ کے لوگوں کو آپ ﷺ کی باتیں سنا ہی رہے تھے کہ قبیلہ والوں نے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے آپؓ کے جسم پر برچھا پیوست کر دیا جو آر پار ہو گیا۔ اس وقت ان کی زبان سے نکلا: اللہ اکبر! رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد قبیلہ والے حرام کے دوسرے ساتھیوں کی طرف بڑھے اور سب کو قتل کر دیا، البتہ ایک صاحب جو لنگڑے تھے، پہاڑ پر چڑھ گئے۔

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ فِي سَبْعِينَ، فَلَمَّا قَدِمُوا قَالَ لَهُمْ خَالِي: أَتَقَدَّمُكُمْ فَإِنْ أَمَّنُونِي حَتَّى أُبَلِّغَهُمْ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَإِلَّا كُنْتُمْ مِنِّي قَرِيبًا، فَتَقَدَّمَ فَأَمَّنُوهُ، فَبَيْنَمَا يُحَدِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِذْ أَوْمَئُوا إِلَى رَجُلٍ مِنْهُمْ فَطَعَنَهُ، فَأَنْفَذَهُ، فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ، فُزْتُ وَرَبِّ الكَعْبَةِ، ثُمَّ مَالُوا عَلَى بَقِيَّةِ أَصْحَابِهِ، فَقَتَلُوهُمْ إِلَّا رَجُلًا أَعْرَجَ صَعِدَ الجَبَلَ،[11]

○ صحیح بخاری کی ایک اور روایت جو ابو معمر کے طرق سے حضرت انسؓ سے مروی ہے، اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے ستر صحابہؓ کی ایک جماعت کسی کام کے لیے بھیجی تھی، انہیں قاری کہا جاتا تھا۔ رستے میں بنو سلیم کے دو قبیلے رعل اور ذکوان نے ایک کنویں کے قریب ان کے خلاف مزاحمت کی، یہ کنواں بئر معونہ کے نام سے مشہور تھا۔ صحابہ کرامؓ نے ان سے کہا کہ اللہ کی قسم ہم تمہارے خلاف یہاں لڑنے نہیں آئے بلکہ ہم تو آپ ﷺ کی طرف سے کسی کام کو پورا کرنے آئے ہیں۔ لیکن کفار کے ان قبائل نے تمام صحابہؓ کو شہید کر دیا۔

بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سَبْعِينَ رَجُلًا لِحَاجَةٍ، يُقَالُ لَهُمُ القُرَّاءُ، فَعَرَضَ لَهُمْ حَيَّانِ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ، رِعْلٌ، وَذَكْوَانُ، عِنْدَ بِئْرٍ يُقَالُ لَهَا بِئْرُ مَعُونَةَ، فَقَالَ القَوْمُ: وَاللَّهِ مَا إِيَّاكُمْ أَرَدْنَا، إِنَّمَا نَحْنُ مُجْتَازُونَ فِي حَاجَةٍ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَتَلُوهُمْ[12]

ا۔ بخاری کی جو روایت حفص بن عمر کے طرق سے مروی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے جن افراد کو بھیجا ان کا تعلق بنو سلیم سے تھا۔ أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ فِي سَبْعِينَ ، جبکہ دوسری روایت

جو ابو معمر کے طرق سے مروی ہے، اس کے مطابق بنو سلیم کے قبائل نے حملہ کیا-فَعَرَضَ لَهُمْ حَيَّانِ مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ
۲۔مذکورہ بالا صحیح بخاری کی روایات میں سے ایک روایت کے مطابق ان کے ساتھی کو نیزے سے شہید کیا گیا جبکہ دوسری روایت مختصر ہے، اس میں حضرت حرام کے حوالے سے تفصیل حذف ہے، اس میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ ان کی جماعت کو بئر معونہ کے قریب شہید کر دیا گیا۔

○ صحیح بخاری کی ایک روایت جو موسیٰ بن اسماعیل پھر ہمام کے طرق سے حضرت انسؓ سے مروی ہے، اس میں ہے، حضرت انسؓ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ نے ان کے ماموں ام سلیم کے بھائی کو بھی ان ستر سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔ اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ مشرکوں کے سردار عامر بن طفیل نے نبی ﷺ کے سامنے تین صورتیں رکھی تھیں۔ اس نے کہا کہ یا تو یہ کیجئے کہ دیہاتی آبادی پر آپ ﷺ کی حکومت ہو اور شہری آبادی پر میری ہو، یا پھر مجھے آپ ﷺ کا جانشین مقرر کیا جائے، ورنہ پھر میں ہزاروں غطفانیوں کو لے کر آپ ﷺ پر چڑھائی کر دوں گا۔۔۔ بہر حال ام سلیم کے بھائی حرام بن ملحان، ایک اور صحابی جو لنگڑے تھے اور تیسرے صحابی جن کا تعلق بنی فلاں سے تھا، آگے بڑھے۔ حرام نے کہا، تم دونوں میرے قریب ہی کہیں رہنا۔ میں ان کے پاس پہلے جاتا ہوں، اگر انہوں نے مجھے امن دے دیا تو تم لوگ قریب ہی ہو، اگر انہوں نے قتل کر دیا تو آپ حضرات اپنے ساتھیوں کے پاس چلے جانا۔ چنانچہ قبیلہ میں پہنچ کر حضرت حرام نے ان سے کہا، کیا تم مجھے امان دیتے ہو کہ میں رسول اللہ ﷺ کا پیغام تمہیں پہنچا دوں؟ پھر وہ آپ ﷺ کا پیغام انہیں پہنچانے لگے تو قبیلہ والوں نے ایک شخص کو اشارہ کیا اور اس نے پیچھے سے آکر ان پر نیزہ سے وار کیا۔ ہمام نے بیان کیا کہ میرا خیال ہے کہ نیزہ آر پار ہو گیا۔ حرام کی زبان سے اس وقت نکلا: اللہ اکبر، رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ اس کے بعد ان میں سے ایک صحابی کو بھی مشرکین نے پکڑ لیا، پھر اس مہم کے تمام صحابہ کو شہید کر دیا، صرف لنگڑے صحابی بچ نکلے کہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے تھے۔[13]

۱۔ صحیح بخاری کی اس روایت میں وہ کام واضح ہوتا ہے، جس کے لیے آپ ﷺ نے صحابہ کی جماعت روانہ فرمائی۔

أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «بَعَثَ خَالَهُ، أَخٌ لِأُمِّ سُلَيْمٍ، فِي سَبْعِينَ رَاكِبًا» وَكَانَ رَئِيسَ الْمُشْرِكِينَ عَامِرُ بْنُ الطُّفَيْلِ، خَيَّرَ بَيْنَ ثَلَاثِ خِصَالٍ ---

۲۔مذکورہ روایت جو موسیٰ بن اسماعیل پھر ہمام کے طرق سے مروی ہے، اس میں ہے کہ انہوں نے امان مانگی، لیکن اس روایت میں یہ مذکور نہیں کہ ان کو امن ملا یا نہیں، صرف اتنا مذکور ہے کہ انہوں نے امان مانگ کر رسول

پاک ﷺ کا پیغام ان کو سنانا شروع کر دیا۔

فَقَالَ: أَتُؤْمِنُونِي أُبَلِّغْ رِسَالَةَ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَجَعَلَ يُحَدِّثُهُمْ،

جبکہ صحیح بخاری کی روایت جو حفص بن عمر حوضی کے طرق سے مروی ہے اس میں ہے کہ جب ان کا امن مل گیا تو انہوں نے پیغام سنانا شروع کیا۔فَتَقَدَّمَ فَأَمَّنُوهُ، فَبَيْنَمَا يُحَدِّثُهُمْ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

۳۔ صحیح بخاری کی روایت جو موسیٰ بن اسماعیل کے طرق سے حضرت انسؓ سے مروی ہے، اس میں حضرت حرام کو ہی رجل اعرج کہا گیا ہے۔

فَانْطَلَقَ حَرَامٌ أَخُو أُمِّ سُلَيْمٍ وَهُوَ رَجُلٌ أَعْرَجُ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي فُلاَنٍ، قَالَ: كُونَا قَرِيبًا

جبکہ صحیح بخاری کی وہ روایت جو حفص بن عمر حوضی، پھر ہمام کے طرق سے حضرت انسؓ سے مروی ہے، اس میں لنگڑا شخص کوئی اور ہے، جو پہاڑ پر چڑھ گیا۔فَقَتَلُوهُمْ إِلَّا رَجُلًا أَعْرَجَ

۴۔ صحیح بخاری کی اس روایت میں ایک اضافہ یہ ہے کہ نیزہ آر پار ہو گیا۔قَالَ هَمَّامٌ أَحْسِبُهُ حَتَّى أَنْفَذَهُ بِالرُّمْحِ، علاوہ ازیں اس روایت میں فَقَتَلُوا كُلَّهُمْ غَيْرَ الأَعْرَجِ، كَانَ فِي رَأْسِ جَبَلٍ کے الفاظ آئے ہیں، جبکہ صحیح بخاری ہی کی روایت جو حفص کے طرق سے مروی ہے، اس میں فَقَتَلُوهُمْ إِلَّا رَجُلًا أَعْرَجَ صَعِدَ الجَبَلَ کے الفاظ بیان ہوئے ہیں۔

وفد کی تعداد میں اختلاف کا جائزہ:

۴۔ بعض روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے ستر افراد کو بھیجا جبکہ کچھ روایات کے مطابق آپ ﷺ نے چالیس افراد کو بھیجا تھا۔ روایات کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

- مصنف عبد الرزاق کے مطابق آپ ﷺ نے منذر بن عمرو کی قیادت میں ایک نفری بھیجی۔فَبَعَثَ إِلَيْهِمْ نَفَرًا الْمُنْذِرُ بْنُ عَمْرٍو
- مسند احمد کے مطابق انصار کے ستر افراد کو بھیجا گیا۔فَأَمَدَّهُمْ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِينَ مِنَ الْأَنْصَارِ
- صحیح بخاری کی جو روایت حفص بن عمر حوضی کے طرق سے مروی ہے، اس میں ہے کہ نبی ﷺ نے ستر افراد کو بنو عامر کی طرف بھیجا۔بَعَثَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَقْوَامًا مِنْ بَنِي سُلَيْمٍ إِلَى بَنِي عَامِرٍ فِي سَبْعِينَ،
- صحیح بخاری کی جو روایت محمد بن بشار کے طرق سے حضرت انسؓ سے مروی ہے، اس میں ہے: فَأَمَدَّهُمُ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِسَبْعِينَ مِنَ الأَنْصَارِ (اس روایت میں من الانصار اضافی ہے۔)

- صحیح بخاری کی وہ روایت جو ابو معمر کے طرق سے مروی ہے، اس میں سبعین رجلاً کے الفاظ آئے ہیں:
بعثَ النَّبِيُّ صلى الله عليه وسلم سبعين رجلًا لحاجة
- صحیح بخاری کی روایت جو موسیٰ بن اسماعیل کے طرق سے مروی ہے، اس میں بَعَثَ خَالَهُ، أَخٌ لِأُمِّ سُلَيْمٍ، فِي سَبْعِينَ رَاكِبًا کے الفاظ آئے ہیں۔
- صحیح مسلم میں بھی سبعین رجلاً من الانصار آیا ہے۔
- جبکہ معجم الکبیر کی روایت میں ہے کہ وہ چالیس افراد تھے۔ اس روایت میں کچھ کے ناموں کا اضافہ ہے:
فَبعثَ رسولُ الله صلى الله عليه وسلم الْمنْذر بن عَمرو أَخا بني ساعدَة بن كَعْب بن الْخَزرج الْمُعنق ليموتَ فِي أَربعَين رجلًا من الْمُسلمين من خيارهم مِنْهُم الْحَارِث بن الصِّمَّة، وحرَام بن ملْحَان أَخُو بني عَدي بن النَّجَّار، وَعروَة بن أَسْمَاء بن الصَّلْت السُّلَمِيُّ، ونَافِع بن بُدَيل بن ورقاء الْخُزَاعِيُّ، وعَامر بن فُهيرَة مولَى أَبِي بكْر،
- سنن بیہقی اور الجامع الصحیح میں بھی "ستر انصاری آدمی" ہی آیا ہے۔
- واقدی نے کہا ہے کہ ابو سعید خدریؓ کے نزدیک وہ ستر افراد تھے۔ بعض کہتے ہیں کہ وہ چالیس تھے۔ میرے خیال میں بھی وہ چالیس ہی تھے۔
وقَالَ أَبو سَعِيد الْخُدْرِيِّ: كَانوا سَبْعِينَ، ويقَالُ إنّهُم كَانُوا أَرْبَعِينَ، ورأَيت الثّبتَ علَى أَنّهُم أَربعونَ
- ابن ہشام کے نزدیک بھی وہ چالیس افراد ہی تھے۔
فَبعثَ رسولُ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم الْمُنْذِرَ بن عَمْرٍو، أَخَا بني سَاعدَةَ، الْمُعنق ليَمُوتَ فِي أَرْبَعِين رجلًا من أَصْحَابه[14]

۵۔ کچھ روایات میں ہے کہ عامر بن طفیل نے حرام بن ملحانؓ کو مکتوب سنانے کی اجازت دے دی، جبکہ کہیں اس نے مکتوب کو دیکھا بھی نہیں اور انہیں قتل کروادیا۔ روایات میں کمی بیشی کا جائزہ لیا جاتا ہے:

- صحیح بخاری کی جو روایت حفص بن عمر حوضی کے طرق سے مروی ہے، اس میں ہے کہ قبیلہ والوں نے اپنے ایک آدمی کو اشارہ کیا اور اس نے آپ کے جسم پر برچھا پیوست کر دیا، اور وہ آرپار ہو گیا۔
فَبينما يُحَدّثُهم عَنِ النَّبِي صلى الله عليه وسلم إِذْ أَومَئُوا إِلَى رجُل منْهُم فَطَعَنَه، فَأَنْفَذَهُ
- صحیح بخاری کی روایت جو موسیٰ بن اسماعیل کے طرق سے حضرت انسؓ سے مروی ہے، اس روایت میں بیان ہوا ہے کہ حضرت حرام نے اجازت پا کر مکتوب سنانا شروع کیا تو ان کے پیچھے سے کسی شخص نے اشارہ پا کر ان کو نیزہ گھونپ دیا۔ فَجعل يُحَدّثُهمْ، وَأَوْمَئُوا إِلَى رَجُل، فَأَتَاه منْ خَلْفه فَطَعَنَهُ

اس روایت میں فَجَعَلَ کالفظ آیاہے جبکہ اس سے ما قبل روایت میں فَبَیْنَمَا کالفظ استعمال ہوا ہے۔ علاوہ ازیں اس روایت میں فَأَتَاهُ مِنْ خَلْفِهِ کے الفاظ اضافی ہیں۔

- مسلم کی روایت کے الفاظ ہیں: وَأَتَى رَجُلٌ حَرَامًا، خَالَ أَنَسٍ مِنْ خَلْفِه، فَطَعَنَهُ بِرُمْحٍ حَتَّى أَنْفَذَهُ، اس روایت میں ہے کہ حضرت انس کے خالو حرام کے پیچھے سے آدمی آیا، یعنی یہاں حَرَامًا، خَالَ أَنَسٍ کے الفاظ اضافی ہیں، علاوہ ازیں یہاں رُمْح کالفظ اضافی ہے۔ پھر یہاں مکتوب پڑھا گیا یا نہیں، اس حوالے سے تفصیل حذف ہے۔
- طبرانی کی روایت ہے کہ جب حرامؓ اس کے پاس خط لے کر گئے تو اس نے خط کو دیکھا تک نہیں اور آپ کو قتل کروادیا۔ فَلَمَّا أَتَاهُمْ لَمْ يَنْظُرْ فِي كِتَابِه إِلَى أَنْ عَدَا عَلَى الرَّجُلِ فَقَتَلَهُ، جبکہ اس سے ما قبل روایات میں ہے کہ جب انہوں نے مکتوب پڑھنا شروع کیا تو نیزہ گھونپا گیا۔
- واقدی کی روایت کے الفاظ ہیں: فَلَمّا انْتَهَى حَرَامٌ إِلَيْهِمْ لم يقرأوا الْكِتَابَ، ووثَبَ عَامِرُ بْنُ الطّفَيْلِ عَلَى حَرَامٍ فَقَتَلَهُ،

اس روایت میں نیزہ گھونپنے والے شخص کا نام بھی بتایا گیا ہے کہ وہ عامر بن طفیل تھا جس نے تیزی حملہ کر کے حضرت حرام کو شہید کر دیا۔

- ابن ہشام کی روایت کے الفاظ بھی یہی ہیں۔

٦۔ روایات میں ہے کہ انہوں نے صرف ایک لنگڑے شخص کو چھوڑا اور باقی سب کو قتل کر دیا اور کہیں بیان ہوا ہے کہ عمرو بن امیہ ضمری کو باقی چھوڑا۔ چند ایک روایات کے مطابق کعب بن زید انصاری کو زندہ چھوڑا گیا۔ بہر حال روایات کا جائزہ لیا جاتا ہے:

- مصنف عبد الرزاق میں ہے کہ عامر بن طفیل نے بنو عامر کو قتل پر آمادہ کیا، لیکن انہوں نے انکار کر دیا اور کہا کہ ہم ملاعب لاسنہ (نیزوں سے کھیلنے والے) کی پناہ کو نہیں توڑیں گے، لیکن بنو سلیم نے عامر بن طفیل کی پکار پر لبیک کہا اور ایک سو کے قریب افراد نے تمام صحابہ کو بئر معونہ پر قتل کر ڈالا، سوائے عمرو بن امیہ ضمری کے۔ اس روایت میں یہ اضافہ ہے کہ انہوں نے عمرو بن امیہ ضمری کو واپس بھیج دیا۔
- صحیح بخاری کی موسی بن اسماعیل کے طرق سے مروی روایت کے مطابق سب کو قتل کر ڈالا سوائے ایک لنگڑے شخص کے۔ فَقَتَلُوا كُلُّهُمْ غَيْرَ الأَعْرَجِ،

- صحیح بخاری ہی کی جو روایت محمد بن بشار کے طرق سے حضرت انسؓ سے مروی ہے، اس میں ہے کہ غدر کے بعد سب کو قتل کر ڈالا۔ غَدَرُوا بِهِمْ وَقَتَلُوهُمْ،
- مسلم کی روایت میں ہے کہ سب کو مار ڈالا۔ فَقَتَلُوهُم قَبلَ أَنْ يبلُغُوا الْمكَانَ
- معجم الکبیر میں کچھ باتیں اضافہ کے ساتھ نقل ہوئی ہیں، جن کا خلاصہ بیان کیا جاتا ہے: لکھا ہے کہ عامر بن طفیل نے بنو عامر کو پکارا،

انہوں نے کہا کہ جب ان کو امن دیا گیا ہے تو غداری اور عہد شکنی نہیں ہونی چاہیے۔ پھر اس نے عصیہ، رعل اور ذکوان سے مدد طلب کی۔ انہوں نے اس کو مثبت جواب دیا اور صحابہ کو گھیر لیا، ان کی تلواریں لے لیں، پھر ان میں سے آخری شخص تک کو قتل کر دیا، سوائے کعب بن زید انصاری کے، ان میں زندگی کی رمق باقی تھی۔ یہ خندق کے دن تک زندہ رہے۔ جبکہ دو افراد عمرو بن امیہ ضمری اور ایک بنو عمرو بن عوف سے تعلق رکھنے والے انصاری صحابی کو مصیبت کا اندازا آسمان پر اڑتے پرندوں کو دیکھ کر ہوا۔ پس وہ لوٹے اور اپنی قوم کو خون میں لت پت دیکھا۔ اس روایت میں اضافی الفاظ ہیں کہ انصاری نے مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا چاہیے۔ عمرو نے کہا کہ لوٹتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ کو حادثے کی خبر دیتے ہیں۔ لیکن انصاری صحابی نہیں مانے اور لڑتے ہوئے شہید ہو گئے جبکہ عمرو کو عامر بن طفیل نے غلام بنالیا اور پھر یہ کہہ کر آزاد کر دیا کہ یہ میری ماں کی طرف سے آزاد ہے۔ سیرۃ ابن ہشام میں بھی یہی آیا ہے۔

۷۔ قراء کی خوبیاں کہیں کمی اور کہیں اضافہ کے ساتھ بیان کی گئی ہیں:

- مسند احمد کی روایت ہے کہ وہ اپنے زمانہ میں قراء مشہور تھے۔ دن کو لکڑیاں چنتے اور رات کو نماز پڑھتے۔ كُنَّا نُسَمِّيهِمُ الْقُرَّاءِ فِي زَمَانِهِمْ، كَانُوا يَحْتَطِبُونَ بِالنَّهَارِ، وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ،
- صحیح بخاری کی روایت کے الفاظ بھی یہی ہیں: قَالَ أَنَسٌ: كُنَّا نُسَمِّيهِمُ الْقُرَّاءَ، يَحْطِبُونَ بِالنَّهَارِ وَيُصَلُّونَ بِاللَّيْلِ، اس روایت میں فِي زَمَانِهِمْ کے الفاظ حذف ہیں۔ سنن بیہقی کی روایت کے الفاظ بھی یہی ہیں۔
- مسلم کی روایت میں ہے کہ یہ لوگ رات کے وقت قرآن پڑھتے تھے، ایک دوسرے کو سناتے تھے، قرآن کی تعلیم حاصل کرتے تھے اور دن کو مسجد میں پانی لا کر رکھتے تھے، وہ جنگل سے لکڑیاں لا کر فروخت کرتے، اس سے اصحاب صفہ اور فقرا کے لیے کھانا خریدتے تھے۔

يَقْرءونَ الْقُرْآنَ، وَيتدارسونَ بِاللَّيْلِ يتعلَّمُونَ، وَكَانُوا بِالنَّهَارِ يَجِيئُونَ بِالْمَاءِ فَيَضَعُونَهُ فِي الْمَسْجِد، وَيَحْتَطِبُونَ فَيَبِيعونَه، وَيشْتَرُونَ بِه الطَّعَامَ لأَهْلِ الصُّفَّةِ وَلِلْفُقَرَاءِ،

اس روایت میں قراء کی خوبیاں بالتفصیل بیان ہوئی ہیں، جب کہ اس سے ما قبل روایات میں اتنی تفصیل بیان نہیں ہوئی۔ الجامع الصحیح للسنن والمسانید کے الفاظ بھی یہی ہیں۔

- واقدی نے لکھا ہے کہ وہ انصار میں سے ستر نوجوان صحابہ قراء کے نام سے جانے جاتے تھے۔ جب رات ہوتی مدینہ میں آتے تھے۔ درس و تدریس کرتے اور نمازیں پڑھتے۔ جب صبح ہوتی پانی بھرتے اور ایندھن اکٹھا کرتے۔

۹۔ کتب احادیث و تاریخ میں شہدا کی دعا کے الفاظ کمی و اضافہ کے ساتھ نقل ہوئے ہیں۔ درج ذیل میں جائزہ لیا جاتا ہے:

- صحیح بخاری میں حضرت حرام کے درج ذیل الفاظ نقل ہوئے ہیں: اللَّهُ أَكْبَرُ، فُزْتُ وَرَبِّ الكَعْبَةِ (اللہ بہت بڑا ہے۔ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔)
- صحیح مسلم میں دیگر صحابہ کی طرف یہ الفاظ منسوب کیے گئے ہیں: اللهُمَّ، بَلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَدْ لَقِينَاكَ فَرَضِينَا عَنْكَ، وَرَضِيتَ عَنَّا (اے اللہ ہماری خبر ہمارے نبی کو پہنچادے، بے شک ہم نے تجھ سے ملاقات کرلی، پس ہم تجھ سے راضی ہو گئے اور تو ہم سے راضی ہو گیا۔)
- حضرت انسؓ سے بیہقی میں روایت ہے، ہم قرآن میں یہ آیت پڑھتے تھے، پھر بعد میں اٹھالی گئی:
  بَلِّغُوا قَومَنَا أَنَّا قَدْ لَقِينَا رَبَّنَا فَرَضِيَ عَنَّا وأَرْضَانَا

(ہماری قوم کو خبر کردیں کہ ہم نے اپنے رب سے ملاقات کرلی۔ پس ہم اس سے راضی ہو گئے اور وہ ہم سے راضی ہو گیا۔)

- الجامع الصحیح میں حضرت جبریل نے آپ ﷺ کو درج ذیل الفاظ میں پیغام دیا:
  فَأَخْبَرَ جِبْرِيلُ عليه السلام النَّبِيَّ صلى الله عليه وسلم أَنَّهُمْ قَدْ لَقُوا رَبَّهُم فَرَضِيَ عَنْهُم وأَرْضَاهُمَ

(پس جبریلؑ نے نبی ﷺ کو خبر دی کہ انہوں نے اپنے رب سے ملاقات کرلی، پس وہ ان سے راضی ہو گیا اور وہ اس سے راضی ہو گئے۔)

آپ ﷺ نے عرب قبائل کے خلاف ایک مہینہ تک اور بعض روایات میں ہے، پندرہ دن تک دعا کی، کچھ روایات میں تین دن بھی آیا ہے، کچھ میں چالیس دن آیا ہے۔ احادیث کا جائزہ لیا جاتا ہے:

- مسند احمد کے الفاظ ہیں: فَقَنَتَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا (پس آپ ﷺ نے مہینہ بھر قنوت پڑھی۔)
- صحیح بخاری کی روایت ہے:

فَدَعَا عَلَيْهِمْ أَرْبَعِينَ صَبَاحًا عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَبَنِي لَحْيَانَ وَبَنِي عُصَيَّةَ

(آپ ﷺ چالیس دنوں تک رعل، ذکوان، بنولحیان اور بنوعصیہ پر بددعا کرتے رہے۔)

- صحیح بخاری کی جو روایت محمد بن بشار کے طرق سے ہم تک پہنچی ہے، اس میں ایک مہینہ تک قنوت پڑھنے کا تذکرہ ہے: فَقَنَتَ شَهْرًا يَدْعُو عَلَى رِعْلٍ
- صحیح بخاری کی ایک اور روایت جو ابو معمر سے مروی ہے، اس میں یہ الفاظ اضافی ہیں:

فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ شَهْرًا فِي صَلَاةِ الغَدَاةِ، وَذَلِكَ بَدْءُ القُنُوتِ، وَمَا كُنَّا نَقْنُتُ

- صحیح بخاری کی موسیٰ بن اسماعیل کے طرق سے آنے والی روایت میں فَدَعَا النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَيْهِمْ ثَلَاثِينَ صَبَاحًا آیا ہے۔
- سنن بیہقی میں اضافہ کے ساتھ درج ہے، آپ ﷺ نے ایک مہینہ تک صبح کی نماز میں قنوت پڑھی، آپ ﷺ عرب کے قبائل میں سے بعض قبائل رعل، ذکوان، عصیہ اور بنولحیان کے خلاف دعا کرتے تھے۔

فَقَنَتَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَهْرًا يَدْعُو فِي صَلَاةِ الصُّبْحِ عَلَى أَحْيَاءٍ مِنْ أَحْيَاءِ الْعَرَبِ عَلَى رِعْلٍ وَذَكْوَانَ وَعُصَيَّةَ وَبَنِي لَحْيَانَ

اس روایت میں صَلَاةِ الصُّبْحِ کے الفاظ آئے ہیں، جبکہ اس سے ماقبل روایت میں صَلَاةِ الغَدَاةِ کے الفاظ نقل ہوئے ہیں۔

- واقدی نے صرف پندرہ رات تک بددعا کا تذکرہ کیا ہے:

فَدَعَا رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى قَتَلَتِهِمْ خَمْسَ عَشْرَةَ لَيْلَةً.

خلاصہ بحث:

سریہ بئر معونہ کے حوالے سے آنے والی روایات اختلافی ہیں۔ احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو چار قسم کی روایات سامنے آتی ہیں۔

i. عامر بن مالک کی نبی ﷺ کے پاس آمد اور تبلیغ کے لیے افراد کا مطالبہ

ii. کچھ لوگوں کی آمد اور تبلیغ کے لیے افراد کا مطالبہ

iii. رعل، ذکوان اور عصیہ قبائل کا اپنی قوم کے خلاف مدد کی درخواست

iv. نبی ﷺ کا بذات خود وفد کو کسی ضروری کام سے بھیجنا

ان تمام روایات کی اسناد صحیح ہیں۔لہذا ان میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ ہو سکتا ہے عامر بن مالک نے آپ ﷺ سے کچھ افراد کو بھجوانے کا مطالبہ کیا ہو، اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ بنو عامر سے کچھ لوگ آئے ہوں، انہوں نے بھی تبلیغ کے لیے افراد مانگے ہوں۔اسی طرح رعل، ذکوان کے لوگ بھی آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہوں۔انہوں نے آپ ﷺ سے اپنے دشمن کے خلاف مدد طلب کی تو آپ ﷺ نے ستر صحابہ کرامؓ کی جماعت کو روانہ فرمایا تھا۔مختصر یہ کہ عامر بن مالک نے جو درخواست کی تھی، اس کی خواہش کو بھی پورا کرنا تھا اور قبائل رعل، ذکوان کی امداد بھی مقصود تھی۔

ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں:

> اس میں کوئی امر مانع نہیں ہے کہ انہوں نے بہ ظاہر رسول اللہ ﷺ سے مدد طلب کی ہو اور ان کا درحقیقت قصد غداری کرنا ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ جنہوں نے مدد طلب کی تھی وہ عامر بن طفیل کے علاوہ ہوں اور سب کا تعلق بنو سلیم سے ہو۔[15]

حضرت حرامؓ جب مکتوب لے کر گئے تو آپؓ کے ساتھ دوافراد تھے، لیکن کتب احادیث میں معنوی اختلاف آیا ہے، بعض روایات میں ہے کہ حضرت حرامؓ ہی اعرج تھے، جیسا کہ صحیح بخاری کا مضمون: فَانْطَلَقَ حرامٌ أَخُو أُمِّ سُلَيْمٍ وهو رجلٌ أَعْرَجُ، جبکہ کچھ کے مطابق اعرج ان کے ساتھ ایک لنگڑے شخص تھے۔

کشف الباری میں ہے:

> صحیح عبارت ہے: فَانْطَلَقَ حَرَامٌ هُوَ وَ رَجُلٌ أَعْرَجُ، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي فُلَانٍ، یہ "و" ھو کے بعد ہے۔ کیونکہ وھو رجل أَعْرج اگر پڑھیں گے تو دو خرابیاں لازم آئیں گی۔ ا۔ اُس صورت میں حضرت حرام کا اعرج ہونا ثابت ہو گا، حالانکہ حضرت حرام اعرج نہیں تھے۔ ۲۔ اس صورت میں ترجمہ ہو گا کہ ایک حضرت حرام گئے جو کہ اعرج تھے اور ایک آدمی بنی فلاں میں سے گئے، حالانکہ جانے والے تین آدمی ہیں۔ ایک حضرت حرام بن ملحان، دوسرے رجل اعرج ، جن کا نام کعب بن زید بتایا گیا ہے اور تیسرے شخص منذر بن محمد تھے۔ چنانچہ آگے روایت میں حضرت حرام کا قول کُونَا قَرِيبًا (تم دونوں قریب رہنا) اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ کے ساتھ دو

آدمی اور تھے۔ نیز ایک دوسری روایت میں ہے: فانطلق حرام ورجلان معہ، رجل اعرج ورجل من بنی فلاں، اس لیے "و" کو ھو کے بعد ہونا چاہیے۔[16]

علاوہ ازیں وفد کی تعداد میں بھی اختلاف ہے، کچھ روایات میں ہے کہ آپ ﷺ نے ستر افراد کو بھیجا، جبکہ کچھ روایات کے مطابق وفد کے افراد کی تعداد چالیس تھی۔ امام ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں کہ ان میں تطبیق اس طرح ہے کہ چالیس قراء رؤساتھے اور باقی تیس متبعین تھے۔[17]

کتب احادیث میں شہدا کی طرف سے آنے والی دعا کے الفاظ مختلف ہیں۔ کہیں پر آیا ہے، اللهُ أَكْبَرُ ، فُزْتُ وَرَبِّ الكَعْبَةِ، جبکہ کہیں: اللهُمَّ، بلِّغْ عَنَّا نَبِيَّنَا أَنَّا قَدْ لَقِيناكَ فَرَضِينا عَنْكَ، وَرَضِيتَ عَنَّا ،اس میں تطبیق اس طرح ہے کہ دونوں طرح کی دعائیں شہدا سے ثابت ہیں۔

حضرت حرامؓ نے اللّٰہُ أَكْبَرُ، فُزْتُ وَرَبِّ الكَعْبَةِ کہا جبکہ باقی شہدا نے مذکورہ دعا کی۔

اسی طرح قنوت نازلہ کے بارے میں اختلاف آیا ہے، بعض روایات کے مطابق آپ ﷺ نے تین دن اور بعض کے مطابق پورا مہینہ ان کافروں کے خلاف بد دعا کی، اور کچھ روایات میں چالیس کا عدد بھی آیا ہے۔ اس میں تطبیق اس طرح ہو سکتی ہے کہ ہو سکتا ہے آپ ﷺ نے کافروں پر قنوت پورا مہینہ پڑھی ہو، لیکن ان کے خلاف دعا چالیس دن تک کی ہو یا پندرہ دن تک کی ہو۔

نتائج بحث:

احادیث واقعات میں روایت بالمعنیٰ کا تجزیاتی مطالعہ کیا گیا تو درج ذیل نتائج سامنے آئے۔

1. حکم شرعی کے متبادل لفظ لانا جو کہ روایت بالمعنیٰ کی قبیل سے ہو، درست نہیں۔
2. ایسی حدیث میں روایت بالمعنیٰ جائز نہیں، جس کے الفاظ عبادت شمار ہوتے ہوں، مثلاً ادعیہ ماثورہ اور اذکار مسنونہ وغیرہ پر مشتمل حدیث۔
3. لفظ کے تغیر سے معنی میں تغیر نہ آتا ہو تو روایت بالمعنیٰ جائز ہے۔
4. جو شخص زبان میں الفاظ کے مدلول ومقاصد اوران کے معانی اور اس کے دوسرے محتملات اور مترادف الفاظ کا علم نہ رکھتا ہو، ایسا شخص حدیث کو جن الفاظ کے ساتھ سنے، انہی الفاظ کے ساتھ روایت کرے۔
5. مواقع خطاب اور معانی الفاظ کے جاننے والے علما کے لیے حدیث کی روایت بالمعنیٰ جائز ہے۔

6. محدثین، فقہا اور علمائے اصول کی اکثریت روایت بالمعنی کے جواز کی قائل ہے بشرطیکہ راوی عربی زبان سے پوری طرح باخبر ہو، اور معانی کو اصل الفاظ کے علاوہ دوسرے الفاظ کے قالب میں ڈھالنے کی خوب مہارت رکھتا ہو۔
7. اس شخص کے لیے روایت بالمعنی جائز نہیں ہے جسے اصل الفاظ حفظ ہوں کیونکہ اس صورت میں وہ علت زائل ہو جاتی ہے کہ جس کے سبب اس معاملہ میں رخصت دی جاتی ہے۔(نیز یہ کہ نبی ﷺ کے کلام میں جو فصاحت موجود ہوتی ہے وہ دوسروں کے کلام میں موجود نہیں ہوتی۔)
8. راوی جس حدیث کی روایت بالمعنی کرنا چاہتا ہو وہ جوامع الکلم کی قبیل سے نہ ہو۔
9. راوی جس حدیث کی روایت بالمعنی کا خواہاں ہے، اسے اس کے اصل الفاظ یاد نہ ہوں لیکن اس کا معنی قطعی طور پر محفوظ ہو اور وہ اسے پوری طرح اپنے الفاظ میں ادا بھی کر دے۔
10. محدثین نے روایت بالمعنی کا اصول برتا ہے۔ صحابہ کے فرامین بکثرت موجود ہیں۔
11. روایت بالمعنیٰ، رسول ﷺ سے نقل و روایت میں اجتہاد کی گنجائش کی دلیل ہے۔

حوالہ جات

1۔ نعمۃ الباری،۷/۴۲۷

NAIMATUL BARI,7/427

2۔ نصر الباری،۸/۱۳۸۔۱۳۹

NASRUL BARI,8/138.139

3۔ المصنف،۵/۳۷۹،رقم الحدیث،۹۷۴۱،إسناده صحيح على شرط الشيخين

ALMOSANAF,5/379

4۔ المعجم الكبير،۲۰/۳۵۶،رقم الحدیث،۸۴۱،رواه الطَّبَرانِيُّ، ورِجَالُه ثِقَاتٌ إِلَى ابنِ إسْحَاقَ

ALMOJAM UL KABEER,20/356

5۔ واقدی،۱/۳۴۶۔۳۴۷

WAQDI,1/346.347

6۔ صحیح مسلم، کتاب الامارۃ، باب، ثبوت الجنۃ للشہید،۳/۱۵۱۱، رقم الحدیث،۱۴۷

SAHE MUSLIM, BOOK ALAMMARA,CHAPTER, SABOOT UL JANNA LIL SHAHEED, 3/1511,HADEES NO.147

7۔الجامع الصحیح للسنن والمسانید،۲۹/۱۲۸،وقال الشیخ شعیب الأرناؤوط:إسنادہ صحیح

AL JAMIA ALSAHE LIL SUNAN WAL MSANEED,29/128

8۔مسند احمد،۲۱/۲۵۳،رقم الحدیث،۱۳۶۸۳،إسنادہ صحیح علی شرط الشیخین.سعید:ھوابن أبي عروبة

MUSNAD AHMED, 21/253, HADEES NO. 13683

9۔ صحیح بخاری،کتاب الجہادوالسیر،باب،العون بالمدد،۴/۷۳،رقم الحدیث،۳۰۶۴

SAHE BUKHARI, BOOK AL JIHAD WAL SEEAR, CHAPTER AL ON BIL MADAD,4/73

10۔ بیہقی، سنن الکبریٰ،باب القنوت فی الصلوت،۲/۲۸۳،رقم الحدیث،۳۰۹۴،رواه الْبُخَارِيُّ فِي الصَّحِيحِ، عن عَبْدِ الْأَعْلَى بنِ حَمَّاد النَّرْسِي

BEHQI, SUNAN AL KUBRA, CHAPTER ALQANOOT FI SLAAT, 2/283, HADEES NO.3094

11۔ صحیح بخاری،کتاب الجہادوالسیر،باب،من ینکب فی سبیل اللہ،۴/۱۸،رقم الحدیث،۲۸۰۱

SAHE BUKHARI, BOOK AL JIHAD WAL SEEAR, CHAPTER MAN YANKIB FI SABEEL LILAH, HADEES NO. 2801

12۔ایضاً،کتاب المغازی،باب،غزوہ الرجیع،ورعل،وزکوان وبدر،۵/۱۰۴،رقم الحدیث،۴۰۸۸

IBID, BOOK AL MAGHAZI, CHAPTER AL RAJEE WA RAIL WA ZUKWAN WA BADR, 5/ 104, HADEES NO. 4088

13۔ صحیح بخاری،کتاب المغازی،باب،غزوہ الرجیع،ورعل،وزکوان وبدر،۵/۱۰۵،رقم الحدیث،۴۰۹۱

SAHE BUKHARI, BOOK AL MAGHAZI, CHAPTER GHAZWA AL RAJEE WA RAIL WA ZUKWAN WA BADR, HADEES NO. 4091

14۔سیرۃ ابن ہشام،۲/۱۸۴۔۱۸۵

SEERAT IBN E HISHAM, 2/184.185

15۔فتح الباری،۲/۲۳۲

FATHUL BARI, 2/232

16۔ کشف الباری،۸/ ۲٦۷

KASHFUL BARI,8/ 267

17۔ فتح الباری،۲/ ۲۳۲

FATHUL BARI,2/ 232